جناب ابرار خٹک *

عالمی دہشت گردی اور ضرورت امن

نیا ہزار یہ انسانی نظام اوقات کا حصہ بن گیا ہے، دنیا اس وقت ارتقاء کی نئی راہیں تلاش کر رہی ہے، انسان ابتداء سے لے کر آج تک ایک جستجو میں ہی شاید وہ کسی نا معلوم مقصد کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

موجودہ دنیا نے ایک بارودی بھٹی کی صورت اختیار کر لی ہے جس میں انسان اپنی تباہی کا سامان خود تیار کر رہا ہے۔ امن کا خواب پورا ہونا خود ایک خواب بن گیا ہے۔ انسان خون بیسویں صدی پر اپنے نقوش چھوڑ گیا ہے، تاریخ کا ہر صفحہ انسانی خون سے بھرا ہے۔ دنیا میں ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کی کوشش اور قوموں کا قوموں پر سبقت لے جانا ایک عظیم مقصد بن گیا ہے جس نے انسان کو غربت وافلاس کی دلدل میں دھکیل دیا ہے۔ دنیا جس مقصد کی خاطر آسمان، زمین اور کائنات کی لامتناہی وسعتوں میں کامیابیاں تلاش کر رہی ہے وہ ساری دنیا کو ایک ناگزیر تصادم اور حتمی تباہی کے انجام کی جانب دھکیلنا ہے۔ انسان ہی انسانی خون کیلئے سائنس کا استعمال کر رہا ہے

امن کا سفید پرچم کہیں ہیروشیما کی آگ کے شعلوں میں جلا ہوا ہے تو کہیں انسانی خون کے دھبے اس پرچم کی رعنائی کے لئے رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔ قتل و غارت گری کے تسلسل نے امن کو ایک بے معنی نعرہ بنا دیا ہے۔

دہشت گردی، لاقانونیت، عدم مساوات اور رنگ و نسل کے امتیازات نے امن و سلامتی کو بری طرح مسخ کر دیا ہے۔

جس دن پہلے انسان کا خون بہایا گیا، اسی دن سے لے کر آج تک انسان کے ہاتھوں انسان کے قتل کا خوفناک ڈرامہ بڑھتا اور بگڑتا جا رہا ہے۔ امن کا نشان گونگے بہرے کی طرح محو تماشا ہے۔ امن کا علم بلند کرنے والا ہر ملک اور ہر انسان خود ظلم کا سرغنہ نکل رہا ہے۔ ہر قوم دوسری قوم کی دشمن، ہر ملک دوسرے کے لئے تباہی کا باعث، مادہ پرستی اور سرمایہ دارانہ نظام نے انسانی احساس تک کچل ڈالا ہے، بھوک وافلاس کے خاتمے کے لئے زراعت کو ترقی دینے کی بجائے اقوام عالم نے یورانیم کی افزودگی کو سب سے بڑی ضرورت اور مقصد قرار دے دیا ہے۔ دنیا ایک خطرناک سیلنڈر کے اندر بند ہوتی جا رہی ہے اور یہ سلینڈر کسی بھی لمحے دھماکے کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ سرخ خون کے مالک انسانوں نے اپنے وجود کو سرخ و سفید، اعلیٰ و کمتر اور اونچے نیچے درجوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

بیسویں صدی نے اکیسویں صدی کی صبح کو سب سے بڑا تحفہ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، میزائل، غربت و جہالت

* لیکچرار اقراء کیڈٹ سکول و کالج، جہانگیرہ نوشہرہ

اور دوسرے ایٹمی ہتھیاروں کی صورت میں دیا ہے۔قوموں کی علاقائی لڑائیوں نے بین الاقوامی جنگوں کی صورت اختیار کرلی ہے۔دنیا میں امن کی نشوونما کے لئے جس گھر کی بنیاد رکھی گئی تھی آج اس گھر میں ایک قوم کی دوسری کے خلاف جارحیت نے تباہ کن شوریدگی کا عمل شروع کردیا ہے۔ایسا دکھائی دیتا ہے کہ انسانی عظمت کا مینار کسی بھی لمحے دھڑام سے گر جائے گا۔آج دنیا میں امن کی مثال اس درخت کی سی ہے جو کسی تپتے ہوئے صحرا میں اُگا ہو اور جسے کرخت موسم میں ہوا کی تیز وتند موجیں روند کر چلی جاتی ہوں۔اس درخت پر اگر کبھی بارش پڑ جاتی ہے تو آندھیوں کے تیز اور شدید جھونکے اگلے ہی دن اسے پھر مرجھا دیتے ہیں۔امن کا پودا پوری دنیا میں کہیں پھلتا پھولتا دکھائی نہیں دیتا اور نہ ہی کوئی معاشرہ امن کے خواب کی تعبیر دیکھ رہا ہے امن کا سفید پرچم قوموں کی منافقتوں کا شکار ہوکر سکڑ گیا ہے اور اب کھمبے پر لٹکا ہوا ایک بے رنگ کپڑا دکھائی دیتا ہے۔...... امن' جو ہر فرد کے احساسات کا ایک تصوراتی استعارہ ہوتا ہے آج بنی نوع انسان کے لئے خود ایک سوال بن گیا ہے۔دنیا کا ہر ملک معاشی طاقت بننے کی بجائے ایٹمی طاقت بن رہا ہے۔ملک کے عوام کو بھوکا اور جاہل رکھ کر ان کی حفاظت کیلئے اسلحے کے انبار لگائے جارہے ہیں۔اس صورتحال نے عدم مساوات' بے روزگاری' دہشت گردی اور غربت وافلاس جیسے سنگین مسائل کو جنم دیا ہے' دنیا بھر میں لوگ ذہنی سکون سے محروم ہیں۔ ہر سو افراتفری کا عالم ہے۔ظاہر ہے کہ جب دنیا میں انصاف کا عمل ساکت ہوجائے گا تو ہر فرد دوسرے کو لوٹنے' مارنے اور قتل کرنے پر اتر آئیگا' لیکن اسکے باوجود اگر اقوام عالم ایک دوسرے کو جارحانہ اقدام کی زبان میں مشورے دینے بند کردیں اور اپنا طرز عمل درست کرلیں تو اس طرح دنیا سے ایک دہشت گردی کا خاتمہ ہوجائیگا۔اگر دنیا کی ساری قومیں امن کو اپنے دساتیر کا حصہ بنائیں' انسانیت کی اعلیٰ ترین حیثیت تسلیم کریں' دنیا کا ہر مسئلہ متعلقہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق حل کیا جائے' لوگوں کی صحت' تعلیم اور سماجی بہبود کے لئے مختص رقوم ہتھیاروں کی تیاری اور دفاعی اخراجات کی نسبت بڑھائی جائیں' دنیا سے اسلحہ کے ڈپو ختم کئے جائیں اور پوری دنیا میں بھائی چارے' انسانی مساوات اور اعلیٰ اقدار کو پنپنے کا موقع دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ امن کا خواب پورا نہ ہو۔ایک ملک کا دوسرے کیلئے اقتصادی عدم استحکام پیدا کرنا اور طاقت کے ذریعے دوسروں کے علاقوں پر قبضہ کرنا ایسے عوامل ہیں جو انسانیت کیلئے زہر قاتل ثابت ہورہے ہیں۔قوموں کی برتری کو اولین ترجیح دے کر ہم نے انسانی بھائی چارے کی عظمت کو ثانوی حیثیت دے دی ہے اور بنی نوع انسان کو یہ نقصان امن کے فقدان کے باعث اٹھانا پڑا ہے۔اگر مشرق ومغرب کے تمام انسانوں کو زندگی کے رہن سہن' سکولوں' دفاتر اور کھانے پینے کی محفلوں میں مساوی شمار کیا جائے تو دنیا میں امن کا دور دورہ ہوجائیگا۔اگر موجودہ تباہی انگیز منصوبوں اور کارخانوں پر صرف کی جانے والی انسانی طاقت وتوانائی کا رخ فلاح انسانیت کی جانب موڑ دیا جائے تو ہماری کائنات کرہ ارض کے موجودہ عکس کے مقابلے میں ایک مختلف اور بہتر منظر پیش کریگی۔

اکیسویں صدی کے آغاز کے موقع پر آیئے ہم سب امن وسلامتی اور بردباری کو فروغ دینے اور انہیں اپنا شعار بنانے کا عہد کریں۔